خرید وفروخت کے ضروری مسائل
مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

خرید وفروخت کے ضروری مسائل

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

دنیا میں مسلمانوں کواس کی آزادی نہیں کہ جیسے چاہیں زندگی گزاریں، جو چاہیں کھائیں اور جو چاہیں کمائیں، یوں ہی یہ بھی ان کو جائز نہیں کہ خرید وفروخت کے معاملے میں بالکل آزادانہ روش اختیار کریں۔ ہم مومن ہیں، اللہ اوراس کے سچے رسول پر ایمان لائے ہیں، ہمیں اپنی دنیا کو آخرت کے لیے استعمال کرنا ہے اور توشۂ آخرت جمع کرنا ہے۔ اگر ہم مسلمان ہوکر آزاد زندگی گزاریں گے تو یہ زندگی ہمارے لیے قیامت میں وبال اور عذاب کا سبب بن جائے گی، پھر وہاں ہمیں آخرت کا عذاب سے چھٹکارا دلانے کے لیے دنیا کا کوئی انسان کام نہ آئے گا۔ آج کل مسلمانوں میں جہاں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ وہیں یہ خرابی بھی پیدا ہوگئی ہے کہ دوسروں یعنی کافروں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی جائز و ناجائز اور حرام وحلال کی تمیز کیے بغیر خرید وفروخت کے ایسے معاملات بھی کر ڈالتے ہیں جو شرعاً ناجائز و گناہ ہیں اور بہت سے وہ ہیں کہ ان کے ذریعہ کمایا ہوا مال ہی حلال نہیں، مگر افسوس کہ پیسے اور بڑے بننے کی دھن میں آج اس کا خیال ہی نہیں رکھا جاتا کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے۔ اس لیے ذیل میں خرید وفروخت کے بعض اہم مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے بہار شریعت حصہ یازدہم (۱۱) کا مطالعہ کیا جائے۔

مسئلہ: جب تک خرید وفروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون سی ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص کوئی چیز بیع کررہا ہے، اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے، اسے نہ خریدے۔ (یعنی جائز طریقے سے ملنا معلوم ہو جائے تب ہی خریدے۔)

مشتری (خریدار) کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اسی کے قبضے میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض (مخالف) پایا نہیں گیا، پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی مِلک کا توہم کیا جائے۔ ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہوسکتی، مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو، تو اس صورت میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیے۔ (یعنی احتیاط کا تقاضا بچنا ہے)۔ اور اس کے باوجود اس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے، کیوں کہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کرکے خریدا ہے، یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے، اس کو نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کردے، اگر وہ شریک خرید لے فبہا، ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ۔ یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیچنا ہی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں جن کا غالب مال حرام ہے، اور ان میں سود اور عقود فاسدہ (فاسد معاملے) جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔

(۱) جس چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لاکر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مال حرام بعینہ موجود ہے، مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے، اس طرح مل جانے سے اس کی مِلک ہوگئی، مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے، جب تک بائع (بیچنے والا) اس کے مالک کو عوض دے کر راضی نہ کرلے

اوراگرخرید ہی لی تومشتری کی ملک ہوجائے گی،اور(اس بیع میں) کراہت رہے گی۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس (مال) کو غصب کیا تھا، یا چوری وغیرہ کا مال تھا، وہ بعینہ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہوجائیں، بلکہ جب نماز کاوقت آجائے توتجارت چھوڑ کرنماز کو چلا جائے۔(عالمگیری)

مسئلہ: نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے،مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کردے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: جتنے میں چیز خریدی، بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہہ دے کہ یہ زیادتی تمہارے لیے حلال ہے، یا یہ کہ میں تمھیں مالک کر دیا، اس زیادتی کو لینا (بیچنے والے کے لیے) جائز نہیں۔(عالمگیری)

خریدنے کے بعد بہت سے لوگ رُوکھ لیتے ہیں کہ مبیع (بیچی ہوئی چیز) جتنی طے ہوئی ہے، اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں،تو بغیر بائع کی رضامندی کے یہ ناجائز ہے۔اور رُوکھ مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔(صدر الشریعہ اعظمی علیہ الرحمہ)

مسئلہ: گوشت یا مچھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہو جانے والی ہے،کسی کے ہاتھ بیچی اورمشتری (خریدار) غائب ہو گیا اور بائع (بیچنے والے) کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہو جائے گی، ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے، اور جس کو ایسا (معاملہ) معلوم ہے،خرید سکتا ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اچھے صاف گیہوں میں خاک، دھول ملا کر بیچنا ناجائز ہے،اگرچہ وہاں ملا کر بیچنے کی عادت ہو۔(عالمگیری)

اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے،اگرچہ وہاں ملا کر بیچنے کی عادت ہو،اس طرح بیچنے میں جتنا پانی ملایا، اتنا پیسہ حرام ہوا۔

مسئلہ: لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے،اس کا بیچنا مکروہ ہے۔(عالمگیری)

اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے،ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں، ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔(بہارشریعت)

مسئلہ: مسلمان کا کافر پر دَین ہے،اس نے شراب بیچ کر اس کے ثمن (دام) سے دَین ادا کیا،مسلم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے،اس کا لینا جائز ہے،کیوں کہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے، اورثمن میں جو روپیا سے ملا وہ جائز ہے لہٰذا مسلم اپنے دَین میں لے سکتا ہے۔اور مسلم نے شراب بیچی تو چوں کہ یہ بیع ناجائز ہے،اس کا ثمن بھی ناجائز ہے،اس روپیہ کو دَین میں لینا ناجائز ہے۔(درمختار)

یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہ خبیث وحرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے،مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔(بہارشریعت)

مسئلہ: رنڈیوں کو ناچ گانے کی جو اجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے،جس کسی کو دَین یا کسی مطالبہ میں دے اس کا لینا ناجائز ہے۔

جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو مرنے کے بعد اس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ ورثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے،تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدق کردیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔(ردالمحتار)

مسئلہ: پنساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو مگر معلوم ہے کہ یوں ہی کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا، اب یہ احتمال جاتا رہا۔ اور قرض سے نفع اٹھانا ناجائز ہے۔(بہارِشریعت:۱۶/ ۱۰۳-۱۰۶)

ذخیرہ اندوزی کے احکام:

ضرورت پڑنے پر کہیں لوگوں کو سامان نہیں ملتا، جب کہ اسٹاکسٹ کے پاس مال رہتا ہے، اسلامی شریعت میں ایسا کرنا ناجائز اور گناہ ہے کہ اس میں مخلوقِ خدا کو ضرر پہنچانا پایا جاتا ہے اور ضرر رساں کاموں سے اسلام منع کرتا ہے، لہٰذا اب ذیل میں اس سے متعلق بھی کچھ احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ: احتکار (یعنی ذخیرہ اندوزی) ممنوع ہے۔ احتکار کے یہ معنیٰ ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لیے روکنا کہ مہنگا ہونے پر فروخت کرے گا۔ احادیث میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

(۱) ایک حدیث میں یہ ہے جو چالیس روز تک احتکار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا۔

(۲) دوسرے حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بَری اور اللہ اُس سے بَری۔

(۳) تیسری حدیث یہ ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی نفل قبول کرے گا نہ فرض۔

احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں پر بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج اور انگور، بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارے میں بھی ہوتا ہے،۔ جیسے گھاس، بھوسا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ اس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لیے مضر (ضرر رساں) ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اس کے قبضہ میں ہے، اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا، اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ: احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے۔ اگر وہ شخص قاضی اور اس کے حکم کے خلاف کرے، یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اس کو مناسب سزا دے گا، اور اس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے قاضی خود بیع کر دے گا، کیوں کہ ضررِ عام (عام نقصان) سے بچنے کی یہی صورت ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا انتظار کرتا ہے تو اس بُری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اسے بیع کرنے پر مجبور کرے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے (اہل علم و دانش) سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیعِ مُکرہ (مجبوری کی بیع) ہے، کیوں کہ یہاں بیع پر اکراہ (مجبور کرنا) نہیں۔ قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا، اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے، صرف یہ کہا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے، اس سے گراں نہ بیچے۔ (ہدایہ)

(بہارِ شریعت حصہ شانز دہم ۱۶ / ۱۰۷-۱۰۸)

خرید و فروخت میں نرمی و سماحت (فیاضی) چاہیے کہ حدیث میں اس کی مدح و تعریف آئی ہے۔

صحیح بخاری و سنن ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: زمانۂ گزشتہ میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا، اس سے کہا گیا، تجھے معلوم ہے کہ تو نے کچھ اچھا کام کیا ہے، اس نے کہا، میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا غور کر کے بتا۔ اس نے کہا اس کے سوا میرا نیک عمل کچھ نہیں ہے کہ میں دنیا میں لوگوں سے بیع کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا، اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اسے مہلت دے دیتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا، یعنی معاف کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (بہار شریعت ۱۱ / ۷-۸، مطبوعہ بریلی)